معروف مسالک کی مفسرین کے آراء کی روشنی میں سماع کے جواز و عدم جواز کا مطالعہ

Propriety and non propriety of sama, a in the way of famous, sub faith, commentators

٭سید محمود عالم
آئی آر ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

ABSTRACT:

The issue of sama'a has been very dissimilar among the different institutions. Even the one is convinced of it's propriety and the other of impropriety.

But there is no difference among the all institutions about it the it is commendable and lawful to acheive fair, proper and good objects. Therefore it is a simple rule that " klorks depends on purpose. That's why for the vigilance of real love (The love of Allah) and the softness of heart sofia-e-karam consider it's allowed. And the sama'a and ghina that becomes a source to gain absurd motives and take the man for a way from Allah is prohibited.

All of the ulama,fouqaha,mufassireen and muuhadiseen order to prevent from this kind of sama'a and ghina. The main purpose of this essay is to read and understand the propriety and impropriety of sama'a under the light of the opinions of mufassireen from different renowned institutions.

Keywords: sama, commentators, mufassireen, propriety, impropriety, convinced, ghia.

اس مقالہ میں چند معروف مسالک کے مفسرین کے آراء کی روشنی میں سماع وغناء اصفیاء کے حلت و حرمت پر مبنی تحقیق و مطالعہ کے بعد نتیجہ غرض و درکار ہے کہ مفسرین کے نزدیک کونسا سماع حلال، کونسا حرام اور کونسا مکروہ یا مکروہِ تنزیہہ ہے۔ مفسرین نے کس قسم کے سماع وغناء اور اشعار کو حرام کہا اور ان کے محرکات کو بھی بیان کیا، اور کس قسم کے سماع وغناء کو حلال اور مباح فرمایا اور اس کی اباحت کی تاویل کرتے ہوئے اس کی مباح سے تفسیر و تاویل فرمائی، اور کس قسم کے سماع وغناء کو مکروہ یا مکروہِ تنزیہہ بیان کرتے ہوئے اس کی کراہت اور کراہتِ تنزیہہ کی یا حرام کی تفسیر و تاویل پیش کی ہے۔

سنی (حنفی بریلوی) مفسرین کے جواز وعدم جواز کا مطالعہ:

اللہ رب العلمین کا فرمان ہے: ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم (1)

"کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکادیں بے سمجھے"۔

صاحب خزائن العرفان، آیت مذکورہ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں "لہو یعنی کھیل ہر اس باطل کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی سے اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے۔ کہانیاں افسانے اسی میں داخل ہیں۔ یعنی براہِ جہالت لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے اور قرآن کریم سننے سے روکیں اور آیات الٰہیہ کے ساتھ تمسخر کریں"۔(2)

عصر حاضر کے معروف سنی مفسر علامہ غلام رسول سعیدی تبیان القرآن میں تفسیر نیشاپوری از امام ابو اسحق احمد بن محمد ابراہیم الثعلبی النشیاپوری، الجامع الاحکام القرآن، علامہ قرطبی تفسیر ابن عباس از ابن عباس رضی اللہ مجاہد وغیرہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ: اس آیت کا محمل وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید کو چھوڑ کر لہو 'معازف' مزامیر اور غناء سنتے ہیں انہوں نے کہا اللہ کے راستے سے مراد قرآن مجید ہے۔۔۔

علامہ غلام رسول سعیدی تحریم غناء کے لیے ان آیات سے استدلال کرتے ہیں کہ: علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی نے غناء کی تحریم میں حسب ذیل آیات پیش کی ہیں۔

(ا) غناء کی تحریم میں ایک یہی زیر تفسیر آیت ہے یعنی سورہ لقمن آیت نمبر ۶، اس آیت سے علماء نے غناء کی کراہت اور ممانعت استدلال کیا ہے۔

(ب) وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ (النجم:۶۱) "اور تم کھیل میں پڑے ہوئے ہو۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے مراد غناء ہے، انہوں نے کہا: اسمد لنا، اس کے معنی "ہمیں گانا سناؤ"۔

(ج) وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ (بنی اسرائیل:۶۴) "تو ان میں سے جن کو بھی اپنی آواز سے بہکا سکتا ہے بہکا لے۔"

مجاہد نے کہا اس سے مراد غناء اور مزامیر ہے۔

علامہ سعیدی جواز غناء بادف سماع کو جائز کہتے ہیں۔ "علامہ ابو عبد اللہ قرطبی مالکی کے حوالے سے لکھتے ہیں احادیث اور آثار کی وجہ سے کہا گیا ہے کہ غناء حرام ہے غناء سے مراد وہ معروف غناء ہے جس سے دلوں میں تحریک پیدا ہوتی ہے، اس سے عشق میں جولانیاں پیدا ہوتی ہے اس قسم کے اشعار میں عورتوں کا اور ان کے حسن کا ذکر ہو اور انکی خوبیوں کا بیان ہو اور شراب اور دیگر محرمات کا ذکر ہو تو اس کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ لہو ہے اور مذموم غناء ہے، جو اشعار ان چیزوں سے خالی ہوں ان کی قلیل مقدار کو خوشی کے ایام میں گانا جائز ہے، مثلاً شادی اور عید کے ایام میں اور سخت مشقت کے کاموں کی مشقت کو سرور سے زائل کرنے کے قصد سے جیسا کہ خندق کھودنے کے موقع پر تھا، یا جیسا کہ غلام انجشہؓ اور سلمی بن اکوعؓ نے اونٹ کو چلاتے وقت غناء کیا۔" (3)

تجزیہ: سطورات بالا سے (i) وہ غناء جو برائے محرکِ قلب ہو، (ii) وہ غناء جو غیر حقیقی عشقی جولانیاں اور فحش کا محرک ہو (iii) ایسے کلام اور اشعار جنمیں عورتوں اور انکے لب و رخسار کو حسن کے ساتھ غزل کے اشعار کی صورتوں اور خوبیوں کے ساتھ کشش شہوت کے لئے بیان کیا گیا ہو کہ اس کے غناء اور سماعت سے خوابیدہ جذبات بھڑک اٹھتے ہوں اور نفس بھی مشتعل ہو جاتا ہو (iv)، نشہ شراب و کباب کا زینہ بنتا ہو (v) اور دیگر محرکاتِ غیر شرعی کے ساتھ برائے معصیت، اہل فسق وفجور سے جو منسوب ہیں انھیں مذموم لہو کہا جائیگا (vi) ایسے غناء اور اس کی سماعت کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ لہو ہے اور مذموم غناء ہے اسی کے باعث یہ لہو مذموم بھی ہے۔ اور اسی آیت کریمہ ۶ سورہ لقمن میں لھو کی وضاحت ہے لیضل عن سبیل اللہ "جو اللہ کی راہ سے گمراہ کرے"۔ لیکن (i) غیر معروف غناء اور سماع جو برائے لہو مباح کے طور پر ہو (ii) اس غناء اور اس کے سماع کو سماع محمود کہا جائیگا (iii) جو برائے محبتِ الٰہی ہو (iv) جو برائے محبتِ نبی ہو (v) جو برائے تعظیم شعائر اللہ ہو جیسے حج، صفا مروہ، قربانی شہداء کربلا کی یاد، شوقِ جہاد اور دیگر کے لئے ہو (vi) برائے محبت اہل تقوی اور اصفیاء ہو اس غناء کو اور اس کے سماع کو سماع و غناء مذموم و معروف کے حکم سے تعبیر کرنا تعبیر نہیں تاویل کہلائے گا لہذا مذموم اور محمود کے حد فاصل کو رکھ کر ہی تعبیر اور تاویل سے کوئی اصول بن سکتا ہے جس پر نظر رکھتے ہوئے کو حکم وضع کئے جاسکتے ہیں، کیونکہ کسی شے سے مذموم کو جدا کر کے محمود کا درجہ دیا جاسکتا ہے جیسا کہ زہر سے تریاق بنانا کر، اگر اس پر نص یا اجماع نہ ہو۔ تفسیر ضیاء القرآن: مفسر قرآن پیر محمد کرم شاہ ازہری فرماتے ہیں "اس غناء (معروف) سے مراد وہ غناء ہے جو نفس کو حرکت دیتا ہے اور اس کے ہوا و ہوس اور فسق وفجور پر برانگیختہ کرتا ہے۔ (4)

غناء پر حکم عدم: (i) جس میں عورتوں کے حسن وجمال کا بیان ہو، (ii) جس میں شراب اور دیگر محرمات کی تعریف ہو (iii) اس کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں بالاتفاق یہ لہو مذموم ہے۔

علامہ عطا محمد بندیالوی حرمتِ غناء کی تفسیر میں ایک حدیث پیش کرتے ہیں: عن ابی امامہ عن رسول اللہ ﷺ قال: لا تبیع القینات ولا تشتروھن ولا تعلّموھن ولا خیر فی تجارۃ فیھن وثمنھن حرام، فی مثل ھذا انزلت ھذہ الآیات ومن النّاس من یشتری لھو الحدیث لیضلّ عن سبیل اللہ الی آخر آیت،" ھذا حدیث غریب وعلی بن یزید یضعف فی الحدیث(5) ابو امامہ ؓ نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "کہ گانے والی لونڈیاں نہ بیچو اور نہ خریدو، اور نہ انہیں گانا سکھاؤ، ان کی تجارت میں کوئی خیر نہیں اور ان کی قیمت لینا حرام ہے انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوی۔ "کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کے راہ سے بہکا دیں بے سمجھے"۔ "یہ حدیث غریب ہے اور علی بن یزید اس حدیث میں ضعیف ہیں"۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد "امام ترمذی" نے فرمایا: کہ "یہ حدیث ضعیف ہے"۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی حدیث کا ترجمہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: "پس معلوم شد کہ ایں حدیث کہ عمدہ است در حرمت تغنی ضعیف است نزد محدثان وخود محدثان میگویند کہ ہیچ حدیث در حرمت غناء ثابت نہ شد" "بات کا مطلب یہ ہے کہ حرمت غناء میں بڑی عمدہ دلیل یہی حدیث ہے اور یہ حدیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہے اور محدثین فرماتے ہیں کہ حرمت غناء میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔ "۔ مانعین کی یہ بڑی دلیل ہے جس کو خود علامہ شیخ نے رد فرمایا۔(6)

علامہ بندیالوی علامہ علی قاری کے حوالے سے لکھتے ہیں "تضربان کے تین معنی بیان کئے کہ یا تو اس کے معنی دف بجانا ہے اور یا رقص ناچنا ہے یا تالی بجانا ہے اور نیز علامہ علی قاری نے فرمایا کہ غناء کی مذمت میں جو روایات ہیں"۔ علامہ بندیالوی فرماتے ہیں "مانعین کی ایک اور دلیل ہے اعلیٰ حضرت بریلوی اور اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمہ اللہ تعالی علیھا کے ملفوظات نقل فرمائے ہیں (کہ ان بزرگوں نے سماع کو منع فرمایا)، تو اس کا جواب واضح ہے کیوں کہ ہمارے مشائخ اس کو مطلقاً جائز نہیں فرماتے بلکہ بعض مخصوص حالات میں جائز فرماتے ہیں تو جب آپ نے منع فرمایا تو وہ مقام غناء نہیں ہوگا اور اس وقت گانا اور سننا مناسب نہ تھا لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ علی الاطلاق منع فرماتے ہیں۔ "(7)

غناء محمود: عطا محمد بندیالوی رقم طراز ہیں "جتنے مذاہب اور اختلافِ غناء میں گزرے ہیں یہ سب سادات صوفیہ رحمہم اللہ تعالی کے سواء میں ہیں۔ سادات صوفیہ کے متعلق اتفاق ہے کہ ان کے لیے مباح بلکہ مستحب ہے۔ عطا محمد بندیالوی فتاویٰ خیریہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ "امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے غناء کے ممنوع ہونے پر کوئی نص نہیں ہے "(8)

معروف سنی عالم دین علامہ احمد سعید کاظمی نے سورہ لقمن آیت ۶ کی تفسیر پر باضابطہ ایک رسالہ "اثبات السماع" کے نام سے مرتب فرمایا جو تحقیقی ضرورت اور ذوق طلب جو ئندہ کے جذبے کے غرض کے تحت حصۂ تحقیق بنا آپ فرماتے ہیں کہ "اس آیت میں لہو الحدیث فرمایا۔ لہو کھیل کو کہتے ہیں اور حدیث بات کو اور شرعاً نہ مطلق لہو حرام ہے نہ بات (i) تیر اندازی (ii) گھوڑوں کا دوڑانا (iii) کشتی لڑنا اور (iv) جماع کرنا، یہ سب لہو کے افراد ہیں مگر یہ سب شرعاً جائز ہیں۔ قرآن حدیث سب کلام اور باتوں پر مشتمل اور حدیث میں داخل ہے۔ مگر کس مسلمان کے نزدیک نعوذ باللہ منہا قرآن وحدیث کی باتیں ناجائز ہو نگی۔ پس معلوم ہوا کہ نہ ہر حدیث ناجائز نہ ہر لہو حرام۔ اس لیے آیت کریمہ میں مطلق لہو حدیث کی ممانعت نہیں بلکہ وہی لہو حدیث جو اگلی قید لیضل عن سبیل اللہ سے مقید ہو، مراد ہے اور اس کی حرمت میں کسی کو کلام نہیں۔ (9)

جن مفسرین نے اس آیت سے غناء کی سماع کو لہو الحدیث کی تشریح وتاویل سے حرام فرمائے ہیں آپ نے علمی تعاقب کرتے ہوے اصلاح و تحقیق فرماتے ہوئے ان پر واضح کیا ہے کہ حرمت کے لیے نہی کا صیغہ لایا جاتا ہے جو اس آیت میں نہیں ہے آپ فرماتے ہیں "حرمت قطعیہ بغیر نہی قطعی کے ثابت نہیں ہوتی اور نہی کی تعریف کتب اصول میں اس طرح لکھی ہے النھی ھو قول القائل لغیرہ علی سبیل الاستعلاء لاتفعل نہی وہ قول ہے قائل کا اپنے غیر کے لیے حکماً کہنا کہ مت کر اور نہی کا صیغہ منہیات شرعیہ میں جمع کے ساتھ نازل ہوا یہاں جب نہی کا صیغہ سرے سے ہی نہیں تو جمع یا مفرد ہونا کیسا، بہر حال آیت کریمہ میں چونکہ غناء کی ممانعت میں نہی کا صیغہ وارد نہیں ہوا، اس لیے اس کو حرام کہنا اور حرمتِ قطعیہ کا دعویٰ باطل۔" تفسیر لہو الحدیث مختلف فیہ ہے، آپ فرماتے ہیں کہ " مفسرین کرام نے کلمہ لہو الحدیث میں بہت اختلاف کیا اور ہر ایک نے اپنی اپنی توفیق کے موافق معانی لکھے۔ عرائس البیان میں ہے کہ لہو الحدیث علم فلسفہ، علم طبعی، علم ریاضی، علم کیمیاء علم فسوں (جادو) ہے اور یہ علوم لہو الحدیث اس لیے ہیں کہ خیر سے روکتے ہیں۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے سخن بازی وسخن فریب دہندہ ومشغول کنندہ یعنی اختیار کنندہ فسانہ ء بے اعتبار، (باتوں سے کھیلنا خیر سے محروم کرنا اور بے اعتبار مشاغل کو پسند کرنا)

تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ لہو الحدیث وہ باتیں ہیں جو خیر سے غافل کریں۔ جیسے بے اصل باتیں، اور بے اعتبار افسانے اور ہنسانے والی باتیں حضرت عبد اللہ بن عباس اپنی تفسیر ابن عباس میں فرماتے ہیں لہو الحدیث باطل باتیں ہیں۔ اور کتب افسوں (جادوں) ونجوم وحساب وموسیقی ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ لہو الحدیث سے شرک مراد ہے۔ ابن قتادہ وابن ہمام کی نے فرمایا کہ لہو الحدیث ہر وہ بات ہے خیر سے روکے اور اسی قول پر اکثر مفسرین کا اتفاق ہے جب کلمہ لہو الحدیث میں اتنے احتمالات پائے گئے تو وہ اپنے مفہوم پر قطعی

الدلالہ نہ رہا۔ اور حرمت قطعیہ کے لیے قطعی الثبوت والدلالہ کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اس آیت کریمہ سے غناء کی حرمت ثابت نہ ہوئی۔(10)

غیر معروف غناء و سماع اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی، ہفت مسئلہ میں اس بابت فرماتے ہیں "رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث از بس طویل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے سماع محض میں بھی اختلاف ہے جس میں محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز جمع ہوں اور عوارض مانعہ مرتفع ہوں تو جائز ورنہ ناجائز۔ کما فصلہ الامام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اور سماع بالآلات میں بھی اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے احادیث منع کی تاویلیں کی ہیں اور نظائر فقیہ پیش کیے ہیں چناں چہ قاضی ثناء اللہ نے اپنے رسالہ سماع میں اس کا ذکر فرمایا ہے مگر آداب شرائط کا ہونا با اجماع ضروری ہے جو اس وقت کثرت مجلس میں مفقود ہے مگر تاہم۔ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

بہر حال وہ احادیث خبر واحد ہیں اور محتمل تاویل گو تاویل بعید ہے اور غلبہ حال کا بھی احتمال موجود ہے ایسی حالت میں کسی پر اعتراض کرنا از بس دشوار ہے۔(11)

تجزیہ (بریلوی): سنی علماء کے نزدیک غناء و سماع مختلف فیہ ہے اور مختلف فیہ مسئلہ میں خود امام احمد رضا محدث حنفی کا فرمان ہے: فتویٰ نہ لگایا جائے ہاں جہاں غناء و سماع اور موسیقی برائے اشتعالِ نفسانی کے غرض کے تحت جاری ہے۔ وہاں ان اشتعالِ نفسانی اور اس میں شریک کے ذوق کو دیکھ کر ہی علت کے پیش نظر ان پر تاویل اور تفسیر حق کے تحت حکم لگایا جائے گا۔ یقیناً غناء و سماع کی حرمت نہیں ہے اور حرمت کی دو قسموں میں سے ذاتی اور عرضی ہے حرمت ذاتی تو مطلق حرام ہے اور حرمت عرضی تاویل، تفسیر اور اجماع سے تو حرمت ہو سکتی ہے لیکن عرض و علت مرتفع ہونے پر تفسیر، تاویل اور اجماع سے وہ حرمت حلت میں تبدیل ہو جاتی ہے بالخصوص نیتوں پر حکم لگانا محال ہے جہاں فحاشی، عریانی، بے حیائی فسق و فجور کے تحت اور برے خیال کے تحت، طبیعت کے اندر انتشار، عدم ضبط اور نیکی کے خلاف ضابطہ ور جحانات جنم لیں شراب و کباب، منہیات و خرافات کے تحت اس کا سہارا لیا جائے گا۔ اسے حرام اور ناجائز تلذذ کے لیے سنا جائے۔ جیسا کہ عصر حاضر کے جدید مسائل میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری رقم طراز ہیں "ان کے حرام ہونے کی وجہ سے وہ موسیقی بھی حرام ہے" آپ لکھتے ہیں "وہ موسیقی (غناء، سماع) جس سے یہ ساری چیزیں جنم نہ لیں کچھ اور پاکیزہ تصورات جنم لیں جیسے آپ کا قومی ترانہ موسیقی کے دھن پر جب آپ اس قومی ترانہ کو سنتے ہیں تو کسی ذہن میں بھی ارتعاش اور برائی کے جذبات جنم نہیں لیتے جو دوسری موسیقی کی دھن پر ملی نغمے گانے یا سننے سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں ایک فرق ہے کہ آپ قومی ترانہ یا فوج کے ملی

نغمے و دھن پر سنتے ہیں تو اس سے جذبہ جہاد جنم لیتا ہے۔ نعت و قوالی میں عارفانہ کلام سنتے ہیں تو ایک روحانی (الفت کی) کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ حرمت ذاتی اور عرضی کے ساتھ فرق ہو جائے گا۔

تفسیری حقائق کے مطالعہ سے یہ ثابت ہوتی ہے کے غناء خاص جو صوفیاء کرام کے یہاں سماع کی صورت میں رائج ہے معروف تفسیرات کی روشنی میں اس پر مطلق کسی حکم کا اطلاق نہیں ہو سکتا اس لیے کہ وہ مطلق تفسیر نہیں ہے بلکہ تاویل ہیں اور علمی حقائق سے منکشف ہے کہ تاویلات سے مطلق کے حکم کا نفاذ و اطلاق نہیں ہو سکتا۔ لہذا مذموم و محمود، مباح و غیر مباح، سیئہ و غیر سیئہ، جائز و ناجائز شغل و غرض کو دیکھ کر ہی اسپر اصول وضع کر کے ہی کسی فیصلہ یا حکم کا اطلاق ہو گا یقیناً غرض صالح ہے تو سماع و غنا محمود کے ساتھ ہی تفسیر ہو گا اور اگر غرض سیئہ ہے تو اس غرض کو دیکھ کر ہی تفسیری حکم مذموم و مردود ہو گا یقیناً نیت اور دل کا حال اللہ نے مخفی رکھا ہے ایسی صورت میں نہایت عادلانہ تفسیر و تاویل کرنے کی ضرورت ہے جب کہ ایسے معاملے میں جو پہلے ہی مختلف فیہ ہے اسپر نہایت ہی احتیاط غرض و درکار ہے جبکہ سماع و غناء جیسے مختلف فیہ مسئلہ میں تو بہت احتیاط چاہیے کہ یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے اور اس مختلف فیہ مسئلہ میں نہایت عدل، ضبط اور برداشت کے علمی رویوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دوسرے پر فتوی بازی اور علمی حدود اور احکام کے لگانے میں احتیاط کی جائے جیسا کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ " ایسی حالت میں کسی پر اعتراض کرنا از بس دشوار ہے "۔ جب خود سنی مفسرین کی تفسیرات کی رو سے غناء و سماع مختلف فیہ مسئلہ ہے جیسا کہ عطاء محمد بندیالوی رقم طراز ہیں، "ہمارے مشائخ اس کو مطلق جائز نہیں فرماتے نہ منع فرماتے ہیں۔ "ہاں غناء معروف چاہے اس سے پہلے یا اس زمانے کے غیر محقق جاہل صوفیاء سوء اگرچہ سماع کے مخصوص عنوان سے ہی کیوں نہ کراتے ہوں ان پر غناء معروف ہی کا حکم اور حد لگے گا۔ لیکن صوفیاء کرام کے مخصوص سماع پر عام غناء (گانے) کا حکم نہیں لگے گا، دوسری علمی حقائق یہ بھی منکشف ہوئی کہ غناء معروف اور غیر معروف کے حوالے سے اس آیت کی تفسیر مختلف فیہ ہے اور مختلف فیہ سے حکم مطلق کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ حقائق کے پیش نظر اگر غناء فحاشی، عریانی، بے حیائی، انتشار عدم، ضبط فسق و فجور اور نیکی کے خلاف فرائض و واجبات اور احکامات شرعیہ کے خلاف کا ذریعہ بنے جب کہ سب غناء معروف کے غلیظ پھل ہیں ان سب کے ناجائز حرام اور خلاف شرع ہونے کی وجہ سے یہ غناء بھی انھی حکم کا ذریعہ ثابت ہو گا۔ ہاں مباح کا حکم الگ اور بہت مخصوص و محدود ہے۔ اس کے ذریعہ کوئی اچھی کیفیت پیدا ہو جو اچھائی کے ذوق اور اس نعمت کی قدر کا ذریعہ بنے اس کا حکم اس نعمت کو دیکھ کر ہی ہو گا جیسے کہ شادی، بیاہ ولیمہ وغیرہ۔ اہم بات سماع اور غناء مخصوص میں علماء مفسرین کے مثل خود صوفیاء کرام میں بھی اختلاف ہے۔ بعض اکابرین نے جو اس پر منع، اور اس کی نکیر اور اس پر حد لگائے ہیں وہ موقعہ محل کو دیکھتے ہوئے

حد لگائے ہیں کہ اس کا حکم اس شغل کو دیکھ کر ہی ہو گا کہ وہ وقت اور موقعہ کسی اور شغل اور فرائض کی تکمیل کا تھا، سیر یا آرام کا تھا ہر عمل کا ایک تقاضہ ہوتا ہے ہر عمل کے لیئے ہر وقت اچھا نہیں ہوتا سماع، زمان، مکان، اخوان کے ساتھ مشروط ہے جو اکثر مفقود ہے مگر متروک نہیں۔

سنی (حنفی دیوبندی) مفسرین کے جواز و عدم جواز کا مطالعہ:

سماع اور غناء (قوالی اور گانے) کے جواز و عدم جواز کا مسئلہ ہر دور میں علماء اور صوفیاء کرام کے مابین معرکتہ الآراء علمی اور تحقیقی مسئلہ رہا ہے اس پر مفسرین کرام نے بھی تفاسیر و تاویلات سے اپنا حصہ پیش کیا ہے دیوبندی مکتبہ فکر کے مفتی محمد شفیع نے دیگر مفتی حضرات کے مثل اس پر اپنا حصہ بھی ڈالا ہے جو احکام القرآن کے جلد خامس میں سورہ لقمن کے آیت ۶ کی تفسیر میں ہے اس پر آپ نے نہایت تفصیل سے روشنی ڈالا ہے جس میں تفاسیر، احادیث، آئمہ اربعہ اور دیگر نظائر سے نہایت علمی اور عادلانہ، محکمانہ آراء پر بحث فرمایا ہے چوں کہ یہاں مفسرین کے تفاسیر سے جواز و عدم جواز کا مطالعہ کرنا غرض ہے لہٰذا ان سطورات میں بھی اسی کا مطالعہ اور اس کا تجزیہ غرض و درکار ہے۔

مفتی محمد شفیع کشف العناء عن وصف الغناء میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے لہو الحدیث کی تفسیر میں لکھتے ہیں " ھو واللّٰہ الغناء " بخدا اس سے مراد گانا ہی ہے " پھر مفتی صاحب حضرت ابن عباسؓ سے لھو الحدیث کی تفسیر میں فرماتے ہیں " ھو الغنا واشباھہ " لہو الحدیث گانا اور اسی قسم کی چیزیں ہیں۔ " پھر آپ لکھتے ہیں: حضرت حسن بصریؒ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول مروی ہے۔ ان لھو الحدیث کل ماشغلک عن عبادۃ اللّٰہ وذکرہ من السمر والاضاحیک والخرافات والغناء ونحوھا۔ "لہو الحدیث ہر وہ چیز ہے جو تمہیں اللہ کی عبادت اور اس کے ذکر سے غافل کر دے، جیسے رات گئے قصے کہانی لطیفہ گوئی اور خرافات اور گانا وغیرہ "۔ پھر آپ لکھتے ہیں " حضرت مجاہد سے اس آیت کی تفسیر یوں منقول ہے کہ ھو الشتراء المغنی والمغنیہ والاستماع الیہ والی مثلہ من الباطل۔ "لہو الحدیث سے مراد گانے والے غلام یا باندی خریدنا اور ان سے گانے اور اس جیسے خرافات سننا۔ "(12)

اسلام اور موسیقی کے مصنف اور مفتی شفیع کے رسالہ کشف العناء عن وصف الغناء کے مترجم عبد المعز نے احکام القرآن کے مصنف علامہ ابو بکر جصاص حنفی سے سورہ نور کی آیت ۳۱ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ، کرہ اصحابنا اذان النساء "ہمارے اصحاب نے عورت کے اذان دینے کو مکروہ قرار دیا ہے "(13)

مولانا عبد الماجد دریا آبادی نے تفسیر ماجدی (انگریزی) میں لکھا ہے کہ "ہیولاک ایلس کہتا ہے: انسان کے جنسی جذبات کو بیدار کرنے میں آواز تیز موسیقی کو بڑی اہمیت حاصل ہے اس موضوع پر موٹ (Moot) کی رائے سے اتفاق کیا جاسکتا ہے، کہ قوت سامعہ کے ذریعہ جنسی اکساؤ جتنا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے اس سے کہیں زیادہ واقع ہوتا رہتا ہے"۔(14)

عدم جوازِ غنا:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "ان النبی ﷺ نھی عن ضرب الدفوف وصوت الزمارۃ" حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ "نبی کریم ﷺ نے دف، ڈھول اور بانسری بجانے سے منع فرمایا ہے۔"(15)

جب کہ دوسری جانب مفتی محمد شفیع نقل کرتے ہیں کہ "عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا ان النبی ﷺ قال اعلنوا النکاح وا ضربوا علیہ بالدفوف "یعنی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نکاح کا اعلان کیا کرو اور اس موقع پر دف بجاؤ"۔(16)

اسلام اور موسیقی کے مصنف مولانا عبد المعز لکھتے ہیں "گانا سننا حرام لعینہ نہیں لغیرہ ہے۔ اس کی حرمت کا سبب فتنہ کا خوف ہے۔"(17) مولانا عبد المعز ایک مقام پر عدم جواز پر لکھتے ہوئے نواب صدیق حسن خان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ: موجودہ زمانے میں اعلان نکاح کے وقت دف کے ساتھ ساتھ دوسرے بہت سے حرام کاموں کا ارتکاب بھی کیا جاتا ہے اسی لیے اس زمانے میں دف بجانا حرام ہوگا۔"(18) جب کہ ترمذی کی مکمل حدیث کا ایک جز، مولانا معز، جواز پر لکھتے ہیں "اعلنوا ھذا النکاح واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف" "نکاح کا اعلان کیا کرو اور نکاح مسجد میں پڑھایا کرو اس موقع پر دف بجایا کرو۔"(19) مفتی محمد شفیع اپنی تصنیف کشف الغناء عن وصف الغناء میں تعارض جواز و عدم جواز پر لکھتے ہیں کہ "ملاہی کی دو قسمیں ہیں، ایک حرام اور یہ وہ آلات موسیقی ہیں جو طرب مستی پیدا کرتے ہیں، دوسرے مباح اور یہ ولیمہ وغیرہ کے مواقع پر خوشی کے اظہار کے لیے گانا اور دف بجانا ہے۔ حاصل نتیجہ یہ نکلا کہ شریعت نے مباح اور لذت بخش اشیاء سے لطف اندوزی کو حرام قرار نہیں دیا، البتہ ان میں سے جو چیز خود بری ہے یا کسی برائی کا سبب بنتی ہے، اسے حرام کہا، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ علماء اصول فقہ کے نزدیک قبیح (برائی) کی دو قسمیں ہیں، ایک قبیح لعینہٖ جیسے کفر وشرک اور اللہ کی نافرمانی، دوسرے قبیح لغیرہ جیسے جمعہ کی اذان کے بعد خرید وفروخت کرنا کہ خرید وفروخت فی نفسہ کوئی برا کام نہیں ہے لیکن چونکہ اس سے جمعہ کی سعی میں خلل پڑتا ہے اس لیے یہ بھی قبیح قرار پائی۔ قبیح لعینہٖ تمام شرائع میں حرام ہوتا ہے اور کوئی شریعت کسی بھی وقت کسی بھی شخص کے لیے اس کو حلال نہیں کرتی، اس کے برعکس قبیح لغیرہ ایک شریعت میں حلال دوسری شریعت میں حرام

ہو سکتا ہے، بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک شریعت میں ایک وقت میں حلال ہو اور دوسرے وقت میں حرام، اور ایک شخص کے لئے جائز ہو اور دوسرے کے لیے ناجائز۔ اگر ایک صاحب بصیرت ناقد اس پورے باب پر گہری نظر ڈالے تو اس پر واضح ہو جائے گا کہ غنا و مزامیر دراصل قبیح لغیرہ ہے، اسی بنا پر شریعت نے اس کی بعض اقسام کو حلال اور بعض کو حرام کہا ہے اور ایک وقت میں اسے جائز بتایا اور دوسرے وقت میں ناجائز۔"(20)

مفتی محمد شفیع کے نزدیک غناء و مزامیر قبیح لغیرہ ہے علماء اصول و فقہ کے نزدیک شرائع دستور میں قبیح کی دو قسمیں ہیں۔(ii) قبیح لعینہ (ii) قبیح لغیرہ۔ پہلی قسم تو "مطلق حرام" ہے جیسا کہ شرک، کفر، اللہ کی نافرمانی مطلق حرام کو حلال کرنا جو حلال ہی نہیں ہو سکتا سوائے اضطراری کیفیت کے۔ جب کہ دوسری قسم اضافت کے باعث وہ شے حرام ہو گئی ہو جب کہ وہ اضافت حرمت کے اٹھتے ہی وہ شے حلال ہو جائے جیسا کہ کاروبار بیع و فروخت گو کہ مطلق حلال ہے لیکن جمعہ کے اذان کے بعد کاروبار بیع و فروخت کی حرمت قبیح لغیرہ ٹھہری جیسیا کہ عورت کے آواز میں غنا اسوقت حرام ہو گا جب کہ وہ جنسی رجحان یا اس طرح کے خرافات کا سبب بنے، یا کوئی سا بھی غنا فعل حرمت کا معاون بنے اگر ایسا نہیں تو حرام بھی نہیں احتیاط تقوی ہے۔ عبد اللہ بن مسعودؓ لہو الحدیث گانا فرمارہے ہیں، ابن عباسؓ گانا اور اس قسم کی چیزیں، حضرت حسن بصریؒ جملہ فسق فرمارہے ہیں حضرت مجاہد گانے والے غلام اور باندی فرمارہے ہیں اور اس جیسے خرافات پھر ابو بکر جصاص نسائی اذان بھی مکروہ فرمارہے ہیں سب میں مشترک علت فحش کا باعث، حرک، سبب، فرائض اور مقصد حیات سے دوری ہے حضرت حسن بصریؒ جس کی وضاحت پر فرمارہے ہیں اللہ کی عبادت اور اس کی یاد سے غافل رہنے والے ہر مشاغل کو شامل کر کے تفسیر اور تاویل کا حق ادا کر دیا۔ گو کہ نضر بن حارث اور اس کی باندی اور غلاموں کا رستم و اسفندریار اور عجمی شاہان کے قصے گوئیوں کو اور اس کی نازنینوں کی دین سے اور رسول اللہ سے دوری والی جملہ منفی سئیات پر مشتمل سرگرمی کو دردمند مسلمانان عالم کبھی نہیں بھلا سکتے۔ اگر مطلق گانا بجانا تفسیر و تاویل کی جائے تو شارع و شارح دین متین اور آپ ﷺ کے اصحاب اور آئمہ مفسرین و محدثین فقہاء اسلام اور صوفیاء کرام، علماء، عوام کالاعلام کوئی بھی غناء معازف و مزامیر کی حرمت سے مستثنیٰ نہیں رہے گا عدم کا حکم مقصد سیئہ کے تحت فرائض سے دوری تنبیہہ کے طور پر کی جارہی ہے جب کہ حلال کی کیفیت و لذات کو بڑھانے کے لیے اس نعمت کی قدر کو فروغ دینے کے لیے اس کیفیت و حکم کو اس آیت سے سمجھا جا سکتا ہے وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان "نیکی اور تقویٰ میں مدد گناہ اور برائی میں تردید ورد"۔ حلال کے لیے جواز حرام کے لیے عدم جواز حلال کے لیے وہی عمل محمود جب کہ حرام

کے لیے وہی عمل مذموم میدان کارزار میں عورت کا رجز، پانی پلانا، مرہم پٹی کرنا و دیگر مقصدِ حسن جہاد کے لیے معاون ہونے کے باعث محمود ہے جب کہ مقصد کے خلاف اس کا اذان بھی فساد اعمال کے خطرے کے باعث مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔

مباح و مستحبات بھی بامقصد، حلال اور فحش سے خالی ہو تو اسلام نے اس کی استثنا فرمائی ہے جیسے سیاہ فام باندی کا حضور ﷺ کا غزوہ سے سلامتی کے ساتھ آنے پر دف بجانے اور گیت گانے کی حدیث ابن تیمیہؒ نے بھی "الاقتضاء الصراط المستقیم" جب کہ ابن حجر نے کف الرعاع، میں لکھا ہے معازف و مضامیر اور ملاہی کی وہ قسمیں جو فساق کا شیوہ ہے علماء محققین کے نزدیک اس پر عدم جواز کا حکم ہے۔ جو قلب کو یاد الٰہی سے غافل کرتی ہو۔ مگر جو یاد الٰہی کا سبب بنے دلوں کو زندہ کرے بغیر مشاہدہ و تحقیق کے اسپر عدم جواز کا حکم لگانا علمی تحقیق نہیں ہے۔ حکم لگانے والے غلام اور آزاد پتھر اور موتی میں تمیز و شعور رکھتے ہیں جب کہ علامہ جریر نے اپنی تفسیر میں "الغناء کل لہو لعب" لکھا ہے۔

بعض جملہ لہو و لعب بے مقصد مشاغل بھی ویسے ہی قبیح ہیں جیسا کہ غناء معروف ہیں۔ اگر بے مقصد غناء ہو وہ بھی اس میں شامل ہے۔ شیخ الہند مولانا محمود دیوبندی انوارِ محمود شرح سنن ابی داود کے جلد ۲ صفحہ ۱۱۳ میں لکھتے ہیں "واستثنوا الطبل والدحل للتسحیر والولیمہ والفرض صحیح، البتہ (ا) سحری، (ب) ولیمہ یا کسی اور (ج) غرض صحیح کے لیے ڈھول (دف) کو مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔ (امداد الفتاویٰ جلد ۳ صفحہ ۲۴۳) کے تحت مولانا اشرف علی تھانوی بامقصد اور عبادت کا ذریعہ بننے والے مزامیر جرس کے جواز میں دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں " یہ جرس ممنوع سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ عالمگیریہ میں بعض فروع اس قسم کی لکھی گئی ہیں اور حدیث میں تو خواتین کو تصفیق کی اجازت عین الصلاۃ میں دینا دلیل بین ہے پتہ چلا ہر بے مقصد چیز جو اللہ کی عبادت اور یاد میں رکاوٹ اور گناہ کا باعث یا محرک ہو اس کو لہو غیر مباح کے تحت مذموم کہا گیا ہے حیلہ یا مقصد لہو، لہو مباح محمود ہے۔ جیسا کہ امام نابلسیؒ ایضاح میں حسن بصریؒ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا "(ا) غناء ایک اچھی چیز ہے (ب) اس سے جذبۂ رحم پیدا ہوتا ہے (ج) اور کرب والم دور ہوتے ہیں (د) اور اچھائی کی طرف رغبت ہوتی ہے۔"

اب اسی غناء کو مقصدِ سئیہ کے لیے سماع کیا جائے یا لہو غیر مباح کے لیے غناء کی جائے تو مخارب اخلاق کا مرہون منت ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی المتوفی ۱۳۶۲ھ اس بابت فرماتے ہیں "نفس سماع کو مختلف فیہ سمجھے اور اس میں جو خرابیاں مل گئی ہیں ان میں جن کی برائی دلیل قطعی سے ثابت ہے ان کو حرام قطعی اور جنکی برائی دلیل ظنی سے ثابت ہے ان کو حرام ظنی جانے خود اس عمل سے حتی الامکان بچتا رہے جس کو مبتلا دیکھے اگر وہ شخص آداب و شرائط کی رعایت رکھتا ہے جس سے نہ اس کو ضرر ہوتا ہے نہ اس کی وجہ سے

دوسرے کو ایسے شخص سے تعرض نہ کرے اور اگر آداب و شرائط کا لحاظ نہ رکھتا تو فعل ہیت کذائیہ پر تو انکار کرتا رہے۔ مگر فاعل پر علی الاعلان لعن و طعن اور اس کی تفضیح و تقبیح نہ کرے کہ مورث فتنہ موجب عداوت ہے۔ نیز ممکن ہو اس کو کوئی عذر مخفی ہو یا کسی تاویل سے اس کا ارتکاب کرتا ہو۔(21)

وضاحتِ تحقیق سے ثابت ہوا کہ یہ تفسیر مختلف فیہ تفسیر ہے اور بعضوں نے اس پر تاویل کے ذریعہ حرمت کی تفسیر داخل کی ہے اسکے حرمت و حلت کا حکم نص سے مطلق، اصلاً و اجماعاً بھی نہیں یہ مقصدِ مباح کے تحت حلت و جواز کا بھی حکم رکھ سکتا ہے جیسا کہ شادی، غزوئی، ختنہ وغیرہ، اور بے مقصد سیئات کے تحت حرام اور عدم جواز کا بھی حکم رکھتا ہے، لہذا اس مختلف فیہ کو تو متفق فیہ بنایا جاسکتا ہے اگر بامقصد ہو حرام او فحش کا ذریعہ نہ ہو، لیکن متفق فیہ کو مختلف فیہ نہیں بنایا جا سکتا۔ اگر مختلف فیہ بے مقصد ہو، فحش، زنا، لواطت و دیگر سیئات کا معاون ہو تو اجماع کے تحت متفقہ حرام بھی ہو سکتا ہے۔

اہل حدیث مفسرین کا مطالعہ:

اس موضوع پر دیگر مکاتبِ فکر کے ساتھ اہل حدیث مکتبِ فکر کے اہل علم، مفتی اور مفسرین حضرات نے بھی اپنا حصہ ڈالا ہے۔ جیسا کہ " ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے فرمایا: "گانا اگر فحش ہے اور ہیجان انگیزی پیدا کرتا ہے تو اس سے پرہیز کرنا چاہیے، البتہ جو شخص اس بنیاد پر گانا سننے کا خواہش مند ہے کہ یہ شرعا جائز ہے تو اسے چاہیے کہ ان گانوں کا انتخاب کرے جن میں گناہ کی آمیزش نہ ہو۔"(22)

علامہ احسان الٰہی ظہیر اپنی کتاب "موسیقی اور اسلام" میں سورہ لقمن آیت ۶ کی تفسیر کرتے ہوئے غناء و سماع کے عدم جواز پر غناء معروف اور سیئہ و دیگر فاسقانہ سماع و غناء لہو لعب کے بجائے براہ راست جانبدارانہ جذباتی لہجہ اور انداز اختیار کرتے ہوئے صرف صوفیاء کرام کے ہی غناء و سماع کو ہدف تنقید بناتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "نام نہاد صوفی گانا سننے کے لیے مجالس سماع کا نام لیکر گویوں کی ٹولیوں کو دور دور سے نہیں منگواتے ؟۔ پھر کیا یہ گانے والی ٹولیاں مفت آتی ہیں ؟ اور خالی گھر جاتی ہیں؟"۔ پھر تفسیر السراج المنیر کا حوالہ دیتے ہوئے علامہ لکھتے ہیں کہ "قال مکحول تحت ھذا الآیۃ: الغناء منفدۃ للمال مسخطۃ للرب مفسدۃ للقلب" امام مکحول نے فرمایا: غناء مال کو فنا، خدا کو ناراض اور دل کو فاسد کرنے والی بلا ہے۔(23)

اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں "مفتی مغرب علامہ ابو القاسم عیسیٰ بن ناجی سنوخی مالکی رسالہ ابو زید کی شرح میں فرماتے ہیں کہ 'فاکہانی' کہتے ہیں قرآن میں مجھے کوئی نص اور سنت نبوی میں کوئی صحیح و صریح حدیث ایسی نہ ملی جس سے (گانے

بجانے) ملاہی کی حرمت ثابت ہو"۔(24)خود نواب صاحب کے یہاں فوجی بینڈ (باجے) خوب بجتے تھے اور وہ اسے جائز بتاتے۔ اہل حدیث نکتہ نظر سے لکھی گئی معروف تفسیر القرآن ہے جس میں صاحب مفسر، لہوالحدیث پر فرماتے ہیں" اہل سعادت جو کتاب الٰہی سے راہ یاب اور اس کے سماع سے فیض پاتے ہیں۔ ان کے ذکر کے بعد ان اہل شقاوت کا بیان ہو رہا ہے جو کلام الٰہی کے سننے سے تو اعراض کرتے ہیں البتہ سازو موسیقی نغمہ و سرور اور گانے وغیرہ خوب شوق سے سنتے اور ان میں دلچسپی لیتے ہیں۔ خریدنے سے مراد یہی ہے کہ آلات طرب شوق سے اپنے گھروں میں لاتے اور پھر ان سے لذت اندوز ہوتے ہیں۔ لہو الحدیث سے مراد گانا بجانا، اس کا سازو سامان اور آلات، سازو موسیقی اور ہر وہ چیز ہے جو انسانوں کو خیر اور معروف سے غافل کر دے۔ اس میں قصے، کہانیاں، افسانے، ڈرامے، ناول اور جنسی اور سنسنی خیز لٹریچر، رسالے اور بے حیائی کے پرچار اخبار سب ہی آجاتے ہیں اور جدید ترین ایجادات ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، ویڈیو فلمیں وغیرہ بھی۔ عہد رسالت میں بعض لوگوں نے گانے بجانے والی لونڈیاں بھی اس مقصد کے لیے خریدی تھیں کہ وہ لوگوں غزل گانے سنا کر بہلاتی رہیں تا کہ قرآن واسلام سے وہ دور رہیں۔(25) اس اعتبار سے اس میں گلوکارائیں بھی آجاتی ہیں جو آجکل فنکار، فلمی ستارہ اور ثقافتی سفیر اور پتہ نہیں کیسے کیسے مہذب، خوشنما اور دلفریب ناموں سے پکاری جاتی ہیں۔ ان تمام چیزوں سے یقیناً انسان اللہ کے راستے سے گمراہ ہو جاتے ہیں اور دین کو استہزائو تمسخر کا نشانہ بھی بناتے ہیں۔ ان کی سرپرستی اور حوصلہ افزائیکرنے والے ارباب حکومت، ادارے، اخبارات کے مالکان، اہل قلم اور فیچر نگار بھی اس عذاب مھین کے مستحق ہونگے۔(26)

تجزیہ(i) امام مکحول کے قول سے وہ غناء جو سیئہ، ناجائز حرام پر مشتمل ہو (ii) مال کا ضیاء کرے (iii) اللہ کی نافرمانی (iv) اور دل کے لیے شوقِ گناہ کا ذریعہ بنے اس کی تردید ہو رہی ہے۔ ہر غناء کو اس تشریح میں کیسے شامل کیا جاسکتا بلکہ حق کی خاطر مال وجان کو لگانا تو محمود ہے حدیث میں تفاخر والے لباس اور تحقیر والے لباس کی تو ناپسندیدگی ملتی ہے۔ قرآن تو اللہ کی یاد میں تڑپنے والے دل کو وجلت قلوبھم (ان کے دل ڈر جائیں) فرما رہا ہے، آج کا کونسا کام بغیر معاوضے کے ہو رہا ہے ہر چیز کی ایک معروف حد وتناسب ہوتی ہے حد سے زیادہ ہر چیز مذموم بن سکتا ہے۔ کسی ایک گروہ کو مطعون کرنا الزام دینا تو لا تلمزوا انفسکم کا درجہ ہے جو خود اللہ کے حکم کے خلاف ہے، لیکن علامہ احسان الٰہی کی بات کا عادلانہ جائزہ لینے سے بعض مقام پر ایسے دلخراش نظائر کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے، جیسا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا اخیر زمانے کے نشانی کے بارے میں ایک قول ہے کہ "لہو لعب کے مقامات بنائے جائیں گے اور لوگ بے محابہ ادہر ادہر سے آتے جاتے ہوں گے کوئی کسی کو روک ٹوک کرنے والا نہ ہو گا" علامہ احسان الٰہی شہید کی صوفیاء کے بارے کہی گئی یہ بات بھی قابلِ تحقیق ہے کہ مگر نام نہاد صوفی گانا سننے کے لیے جیسا لگتا ہے یہاں علامہ غیر نام نہاد کے ساتھ معروف غناء و سماع جو متفقہ طور

پر جمہور مسالک و مذاہب کیساتھ اہل حدیث کے نزدیک بھی حرام ہے ان کو بھی جواز کا درجہ دے گئے۔ اور حق تہاد صوفیاء ہی نہیں بلکہ مجاہد، محب وطن، محب قوم، محب اسلام، محب شرائع ودستور، محقق ودانشوران، مفسرین، فقہاء، حدثین، علماء کاملین، صوفیاء صالحین کے ساتھ سلطان وسلاطین تحقیق وحقائق کے مددگار ومعین ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے اس موضوع پر جوش وجذبات اور فکر ومسالک کیساتھ ذات پات پر بہنے، برسنے، اور گرجنے کے بجائے صبر وبرداشت کے سہنے کو اور غصہ کے پینے کو ترجیح دی ہے اور حق کو حق کہا۔ علم وتحقیق کی تاریخ میں اپنا نام کما کر حق کے بام عروج تک پہنچ گئے ہیں۔ تحقیق مسلک، پسند ناپسند، جذبات کے اثبات واظہار کا نام نہیں ہے جیسا کہ مرو میں ایک معروف محدث نے سماع کی حلت وجواز پر کتاب تالیف کر کے حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش سلطان الصوفیاء المتوفی ۱۰۷۲ھ کو اطلاع دی تو آپ فرمایا کہ "دین میں ایک بڑی مصیبت پیدا ہو گئی انہوں نے کہا تو کیوں سنتا ہے؟ حضرت نے کہا اس کی تاثیر دل میں حلال ہے تو اس کا سماع بھی حلال ہے"۔(27)والله الموافق هو التحقيق۔

نتیجہ:خود اہل حدیث نکتہء نظر سے لکھی گئی معروف تفسیر " احسن البیان " میں بھی صرف صوفیاء کرام کا غناء (اگر باطل ہے) نہیں بلکہ جملہ فاسقانہ مشاغل اور اس کے محرکین اور اس کے شائقین اور ارباب حکومت کو لہو الحدیث کے پرچارک کے باعث عذاب مہین کے سزا کا حقدار فرمایا بہت واضح بات ہے لیکن یہاں نواب صدیق حسن خان جیسے قوی دلیل والی شخصیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ آپ قرآن کی نص سے اور سنت کی صحیح وصریح حدیث سے بھی حرمت ملاہی کو ثابت نہیں مانتے۔ ڈاکٹر قرضاوی کی تحقیق سے جواز وعدم جواز کا ایک محاکمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر معروف غناء سے ہٹ کر صوفیاء کا غیر معروف اور صالح غرض کے تحت غناء وسماع کو لیا جائے تو جیسا کہ عبارت ہے کہ "گانا اگر فحش ہے اور ہیجان انگیزی پیدا کرتا ہے تو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔۔۔ البتہ جو شخص اس بنیاد پر گانا سننے کا خواہش مند ہے کہ یہ شرعاً جائز ہے تو اسے چاہئے کہ ان گانوں کا انتخاب کرے جس میں گناہ کی آمیزش نہ ہو۔ حققانہ، منصفانہ اور عادلانہ فکر رکھنے والوں کے نزدیک یہ بھی عدل پر مبنی عبارت ہو سکتی ہے لیکن اسمیں بھی معروف غناء کی آمیزش کی ابہام ہے اور اہل علم کے نزدیک محل نظر ہے۔ جبکہ عدل یہ ہے ہر وہ بے سود عمل جو قرب الہی اور با مقصد حیات کے راہ میں رکاوٹ بنے سب لہو ولعب ہے سوائے بامقصد حیات کے اور یادِ الہی کے اور فکرِ آخرت کے اور نبی کریم ﷺ کے اطاعت کے۔ یاد رہے صالح مقصدِ حیات کے لئے صالحین کی ہی فکر ونظائر کی پیروی چاہیے بغیر اس کے پاکیزہ فکر ونظائر کا پانا نہایت دشوار وناممکن ہے کیوں کہ مولانا روم فرماتے ہیں کہ:

؎ صحبتِ صالح ترا صالح کند (اچھے کی صحبت تجھے اچھا کرے گی) صحبتِ طالح ترا طالح کند (برے کی صحبت سے تو برا ہو گا)

جب کہ معروف حدیث ہے کہ: عن ابی موسی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ مثل الجلیس الصالح و السوئ کحا مل المسک و نا فخ الکیر فحا مل المسک. اِمّا آن یحذیک وَ اِمّا آن تبتاعَ مِنہُ وَاِمّا آن تجد مِنہُ ریحا طَیِّبَۃً وَنا فخ الکیر اِمّا ان یُحرق ثیا بک واِمّا آن تجد منہُ ریحا خبیثۃ۔ متفق علیہ۔(28)

"کہا ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیک ہمنشین اور برے ہمنشین کی مثال کستوری اٹھانے والے اور مشک پھونک نے والے کی ہے کستوری والا یا تجھ کو کچھ دیگا یا تو اس سے خرید لے گا یا اس سے تجھ کو عمدہ خشبو آئیگی اور مشک پھونکنے والا یا تیرے کپڑے جلائیگا تو تجھے اس بدبو آئیگی۔" اچھوں کی صحبت سے اچھا اور بروں کی صحبت سے برا ہوتا ہے اچھے کی پہچان یہی ہے کہ اس کے قرب سے رفتہ رفتہ خیر وحسنات کا اور رقت وسوز وگداز کا جذبہ بیدار ہوتا ہے اور صوفیاء کرام کا سماع سے مقصد رقت وخشوع وخضوع اور طلبِ حق، فکر آخرت، زہد وورع، صدق وصبر وتسلیم ورضا اور تقویٰ کے جذبہ کو بیدار کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اور انہیں لہو ولعب اور سیئات میں ملوث کرنا عدل پر مبنی تفسیر وتاویل نہیں ہے بلکہ ان پر الزام، ظلم اور بہتان عظیم اور فعل بدترین کے حکم کا امکان ہے جو تفسیر نہیں ہے۔

شیعہ مفسرین کے نزدیک جواز وعدم جواز کا فتویٰ:

امام ابو الفرج اصفہانی یہ امام دار قطنی کے استاد اور محمد بن جریر طبری کے شاگرد ہیں۔ یاقوت حموی، ابن خلکان اور تنوخی نے (معجم الادباء) وفیات الاعیان وغیرہ میں' ان کے علم وفضل کا بڑے شاندار الفاظ میں اعتراف کیا ہے۔ روایات انساب، سیر، ادب، مغازی، ایام العرب، لغت، طب، بیطاری، نجوم کے ماہر تھے اور موسیقی کے امام فن موسیقی پر کتاب الاغانی سے بلند پایہ کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔(29)

شیعہ تفسیر میں تفسیر نمونہ کا مطالعہ نہایت اہم ہے کہ یہ مختلف مفسرین شیعہ مسلک کے علماء مجتہدین کی تفسیرات میں سے ایک ہے۔ اس میں غناء کے موضوع پر معروف آیت سورۃ لقمن آیت ۶ کے تحت قول معصوم امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ درج ہے کہ امام جعفر صادق فرماتے ہیں" غناء اور لہو ولعب کی محفل ایسی محفل ہے جس کے اہل پر خدا اپنے لطف وکرم کی نگاہیں نہیں ڈالتا"۔ "الحدیث الہو" کی بجائے "لہو الحدیث" کو بیان کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے ان کا اصل مقصد تو وہی لہو لعب ہے، بات یا گفتگو تو اس تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہے"۔(30)

شہوت انگیزی اور ہوس وہوس کی خاطر غناء معروف کے بارے میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرمار ہے ہیں کہ ایسے خرفات کے حامل خانہ خراب مرد وعورت پر خدا تعالیٰ اپنی شفق وعنایت رحم وکرم خاص کی نظر رحمت نہیں ڈالتا اور خدا کی رحمتوں سے محروم ہوناہی سب سے بڑی لعنت و محرومی ہے اور اس لعنت وشقاوت اور محرومی کا سبب ومرہون فسق وفجور اور شہوت ومستی سے مخمور ہونے کا ذریعہ غناء معروف وسیئات کی سرگرمی اور لہولعب وسیئات پر مبنی گانا بجانا ہے جو دنیا وآخرت کی ہر نعمت سے دوری اور محرومی کا سامان ہے ہر وہ غنا جو لہو ولعب اور سیئات کا محرک ہو اسکا بھی یہی حکم ہے کہ رب کی رحمت وعنایت سے محرومی کا سامان ہے۔ آلودہ ہوش ربا لحن یا آہنگیں ہوں یا ایسی تقریریں ہوں جو آہنگ وطرز کے لحاظ سے نہیں بلکہ اپنے مفہوم ومطالب کے لحاظ سے انسان کو برائیوں کی طرف کھینچ کے لے جائیں یا وہ تصنیفات عشقیہ اشعار جنگی نفرت آمیز مضامین گمراہ کن ہوں یا واہیات خرافات قصے کہانیاں داستانیں جو انحراف صراط مستقیم پر مبنی ہوں یا تمسخر آمیز فحش مذاق پر مبنی باتیں حق مٹانے اور ایمان کی بنیادوں کو کمزور کرنے کے لیے پیش کی جائیں۔

ایسی جملہ محفلیں رسول خدا اور ان کے صحابہ واہلبیت نے ناپسند کی اور ان سے اعراض فرمائی جو دین سے دوری اعمال صالحہ سے مفروری اور سیئات پذیری پر مشتمل ہوں وہ لہولعب جو بدکاری، شراب کباب کا ذریعہ بنے قتل، تلف مال وجان، فرائض میں غفلت یا اس سے محرومی کا ذریعہ بنے۔ اہل تشیع اس پر قول آئمہ معصوم اہلبیت پیش کرتے ہیں کہ "الغناء والزنا" اور اس کلمہ سے صاف واضح ہے وہ غناء جو بدکاری بےحیائی کا محرک اور سبب ہو۔ لیکن نکاح کو غناء بالمضامیر سے رسول خدا نے مستثنیٰ فرما کر حلال وحرام میں حدِ فاصل کھینچ دی ہے اسی طرح جہادی ترانہ یا غازی اور شہداء کے تذکروں پر مشتمل تمام غناء اہل محبت کا سامان ذوق اور سرمایہ وقار رہا ہے آج من کنت مولی فعلی مولی پر مشتمل قول شیعہ، سنی میں یکساں مقبول یا شہادت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پر مشتمل اور شہادت امام حسین عالی مقام علیہ السلام پر مشتمل واقعات کربلا نثر و نظم میں قوالی اور بغیر قوالی سنی کی ساتھ شیعہ میں سنیوں کے اثر کے باعث یکساں معروف ومقبول ہیں جس سے محبین آل نبی اولاد علی عقیدت اور لگاؤ رکھتے ہیں اور اس سماع سے کیف وجد پاتے ہیں۔ "اس سلسلے میں شہید پروفیسر سبط جعفر زیدی کی کتاب بھی اہم ہے جس میں مباح غناء کے رد کرنے والوں پر آپ برسے ہیں۔ اور مکالماتی انداز میں مباح غناء کی رغبت دلائی ہے۔"(31)

مولانا شہنشاہ حسین نقوی اپنے اپنی اعترافی وتعزیتی بیان میں ہند وپاک کے معروف قوال خانوادہ امجد صابری المتوفی ۲۰۱۶ء کے شہادت پر انکے والد حاجی غلام فرید صابری اور حاجی مقبول صابری اور ہمنواں کے بارے میں فرمایا "میرے خاندان کے ایک بزرگ

حضرت سید وحید الدین بخاری جن کا مزار ٹنڈو آدم میں ہے آپ کے عرس میں ان کے والد حاجی غلام صابر فرید اور مقبول فرید کا قوالی کے دوران اللہ، اللہ سنا ہے۔"(32) علامہ شبیر حسن میثمی نے امجد حسین صابری کے شہادت پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے نہایت پر جوش اور پر تپاک لہجے میں اہل بیت کی محبت اور ان کے شان میں کلام (قوالی) پڑھنے کو سراہتے ہوئے قلبی وسعت کیساتھ "امجد حسین صابری رحمۃ اللہ علیہ کہہ کر یاد کیا۔"(33) علامہ صادق رضا تقی سے راقم کی عالمی انہدام جنت البقیع ۸ شوال 2017ء کے موقع پر کراچی پریس کلب میں ملاقات ہوئی تو آپ نے راقم کے ریسرچ آرٹیکل اور ٹوپک پر تبصرہ کرتے ہوئے شیعہ نظریہ پر اپنے رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "ہم حضرت لعل شہباز قلندر کے مناقب، دھمال، کلام اور منقبت کو شوق سے سنتے ہیں اور پسند کرتے ہیں"۔(34)

معتزلہ سے سماع کے جواز و عدم جواز کا مطالعہ: ان کو معتزلہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حق سے علیحدگی اختیار کی۔ واصل بن عطاء معتزلی نے کہا "گناہ کبیرہ کے مرتکب لوگ مومن ہیں نہ کافر" حضرت حسن بصریؒ نے انہیں حق سے پھرنے پر سب سے پہلے معتزلی کہا جب حضرت حسن بصریؒ عمرو بن عبید معتزلی پر غضب ناک ہوئے تو آپ پر عتاب کیا گیا۔ ان کو قدریہ بھی کہا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا! کیا اس آدمی کے بارے میں مجھ پر سختی کرتے ہو جس کو میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کر رہا ہے۔(35)

مفسر قرآن مولانا محمود بن عمر الزازی زمخشری کے بارے میں شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر فرماتے ہیں "امام زمخشری کی تفسیر کشاف کو جو امتیاز حاصل ہے، وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ زمخشری لغت و ادب کا مسلمہ امام ہے۔ جس قدر بھی بلاغت و فصاحت کے ماہر پیدا ہوئے وہ سب کے سب زمخشری کے خوشہ چیں ہیں اور مسلک میں اختلاف رکھنے کے باوجود لغت میں اسکا سکہ مانتے ہیں"۔ سورہ لقمن کی آیت نمبر ۶ کی تفسیر میں زمخشری فرماتے ہیں "اللھو کل باطل الھی عن الخیر وعما یعنی والھو الحدیث نحو السمر بالاساطیر والاحادیث التی لا اصل لھا، والتحدث بالخرافات والمضاحک وفضول الکلام، وما لا ینبغی من کانوکان ونحوہ الغناء و تعلم الموسیقار۔۔۔۔۔ الخ(36)

راقم نے سورہ لقمان، آیت ۶ کی تفسیر کا مکمل مطالعہ کر کے مقالہ کے عنوان کے تحت جو نکات لیے ہیں تفسیر کی فصاحت وبلاغت میں لھو الحدیث کی ترجمان ہے۔ جیسے زمخشری فرماتے ہیں اللھو کل باطل عن الخیر وعما" یعنی تمام باطل محرکات جو خیر سے روکیں اور منع کریں جملہ لہو باطل جو خیر سے روکنے والے ہیں۔ قصہ کہانی، فضول بات لطیفہ گوئی، ہنسانے اور ٹھٹھا مسخری بازی پر مشتمل سرگرمیاں، ایسی باتیں جن کی کوئی اصل نہ ہو مفید و مفیض نہ ہوں۔ موسیقی سیکھنا سکھانا اس کی سر تال پر مشتمل مجالس کی مشغولیات

حکمران حاکمان کی قصہ کہانیاں ممالک عجم کی باتیں افسانوی طرز میں سننا، سنانا رستم و بہرام کی زور آوری کی حکایتیں"۔ ملک فارس کے شاہان کی شاہی سرگرمیوں کے تذکرے یہ سب نضر بن حرث (حارث) کی قیادت میں ان لوگوں کو نشانہ بنانے کے لیے کیا جارہا تھا زمخشری کے تفسیر کی رو سے جو سید عالم ﷺ کے صحبت دلنشین کے اسیر و دلپذیر ہوتے جا رہے تھے نضر بن حارث کی پالی ہوئی باندیاں ان لوگوں کے لیے تمام تر فحش سرگرمیوں کے لیے مستعد و رہتیں جیسا کہ علامہ زمخشری فرماتے ہیں قنیہ فیقول: اطعمہ واسقیہ وغنیہ،" کھاؤ پیو موج اڑاؤ جو گانے باجے میں مجنوں رہے"۔ علامہ فرماتے ہیں ھذا خیر ممایدعوک الیہ محمد من الصلاۃ والصیام وان تقاتل بین یدیہ ۔"یعنی جدھر سید سرور بلاتے ہیں ہر کام اس سے اچھا ہے یعنی نماز، روزہ، جہاد دین، اور قرآن سے اور یہاں تک بے باکیاں کرتا کہ محمد ﷺ کا وجود بھی مٹ جائیگا" معاذ اللہ۔

زمخشری ایک حدیث لاتے ہیں "لایحل بیع المغنیات ولا شرائوھن ولا تجارۃ فیھن ولا اثمانھن "گانے والی باندی کی خرید و فروخت نہ کرو نہ ہی انھیں گانا باجا سکھاؤ اس تجارت میں کوئی فائدہ نہیں"۔ زمخشری سید عالم ﷺ کی صحابہ کو اس طرح کی جملہ لہو باطل سے ہوشیار کرنے والی دوسری حدیث لاتے ہیں۔ "مامن رجل یرفع صوتہ بالغناء الا بعث اللّٰہ علیہ شیطانین "یعنی جب کوئی انسان اپنی آواز گانے کے لیے آلاپتا ہے تو اللہ اس پر دو شیاطین مسلط فرمادیتا ہے"۔ تفسیر کے حاشیہ میں سورہ لقمن آیت ٦ کے تحت پہلی حدیث ترمذی کی روایت شدہ ہے جب کہ دوسری الوسیط المعجم و دیگر سے روایت کی گئی ہے۔ پہلی حدیث کے اسناد پر وضعفہ الترمذی لکھا ہے جبکہ دوسری حدیث پر وھو متروک، وحکم بضعفہ۔ واللہ اعلم۔ علامہ زمخشری غناء پر ایک قول نقل کرتے ہیں الغناء منفدۃ للمال، مسخطۃ للرب مفسدۃ للقلب "یعنی غنا مال کو ختم خدا کو ناراض اور دل کو فاسد کرتی ہے"۔ ایک اور حدیث روایت کرتے ہیں فی المسجد یاکل الحسنات کما تاکل البھیمۃ الحشیش" یعنی مسجد میں لہو غیر مباح نیکیوں کو اس طرح کھاتی ہے جس طرح چوپائے چارہ کو کھاتے ہیں"۔ حاشیہ میں اس کی سند پر بھی باطل لا اصل لہ لکھا ہے۔ (37) واللہ اعلم۔

جب اتنے سارے متفرقات خرافات کو لہو الحدیث بیان کر دیا گیا تو کسی ایک کا انتخاب کر کے اسے ممتاز کرنا اور صرف اسے ہی لہو باطل کے حکم سے محکوم کرنا علمی تفسیری تاویلی اور تحقیقی حقائق کے خلاف اور حق سے آنکھ چرانے کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ لہٰذا بے مقصد جملہ محرکات ہی اصلاً لہو باطل ہیں دین سے دور رہنے والی جملہ طرز لہو باطل ہیں صاحب قرآن، قرآن اور قرآن کے خلاف تمام طرز حیات لہو باطل ہیں ان میں سے ایک موسیقی بھی ہے جو کہ اچھے بھلے انسان مجنوں دیوانہ بنا کر انسان کو محبوس کر کے خبط باطل کا اسیر شیطان کے نشانے کا تیر بہدف کرتا ہے، پھر گمراہ کر دیتا ہے۔ علاوہ ازیں جہادی ترانے ملی ترانے نیک اعمال اور بہادری کا

شوق اور جوش دلانے والے غناء جو با مقصد اور خیر کی محرک بنے اور کسی جائز حلال اور مباح عمل کا معاون وسبب بنیں جیسے مسافر کے آنے کی خوشی، مشقت سے امان استراحت کی کیفیت کے لئے، حفظ قرآن کی، اہل اللہ کے اعراس کی خوشی یا شادی ولیمہ یا دیگر کامیابی وکامرانی کے شادیانے یا مسافر کو سفر خیر میں مستعد رکھنے والے غناء لہو باطل نہیں ہیں۔

"جواز قوالی اور صوفیاء" کے مصنف شاہ ابو الحسن زید فاروقی نقشبندی سجادہ نشین خانقاہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں معروف بہ درگاہ حضرت شاہ ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین ہونے کے باوجود اعلیٰ درجے کا علمی ذوق رکھتے ہیں آپ نے "جواز قوالی اور صوفیائے کرام" میں معروف معتزلی مولانا محمود بن عمر الزمخشری کی کتاب "ربیع الابرار" کے حوالے سے ابراہیم بن سعد کا مشہور واقعہ عود کے ساتھ غناء تحریر کیا ہے۔ جس سے اس مسئلہ جواز وعدم جواز غناء کی وضاحت پوری تحقیق سے ثابت ہوتی ہے کہ معتزلی نکتہ نظر سے غناء لہو ولعب مذموم اور غناء غیر لہو مباح ہیں لیکن وضاحت ہے جو حسنہ کا اور محمود کا ذریعہ بنے۔ غیر محمود، معتزلی مکتب فکر میں بھی ناپسندیدہ ہیں جیسا کہ زمخشری فرماتے ہیں اللھو کل باطل عن الخیر وعما یعنی تمام باطل محرکات جو خیر سے روکیں اور منع کریں۔

ڈاکٹر قرضاوی فتاویٰ میں لکھتے ہیں علماء اہل سنت اور سلف الصالحین نے معتزلیوں کو اہل بدعت قرار دینے کے باوجود ان سے ان کی علمی وفکری کاوشوں میں استفادہ کیا ہے۔ علامہ زمخشری کی کتاب تفسیر الکشاف تمام اہل سنت کے نزدیک ایک معتبر اور مقبول عام تفسیر کی کتاب ہے حالانکہ علامہ زمخشری معتزلی تھے۔ امام غزالی کہتے ہیں کہ فلسفیوں پر ان کی گمراہیاں اور فتنہ پردازیاں واضح کرنے کے لیے میں نے کبھی معتزلیوں سے مدد حاصل کی اور کبھی کرامیوں سے حالانکہ یہ دونوں بدعتی گروہ ہیں لیکن میں نے ان سے اس لیے مدد حاصل کی کیونکہ فلسفیوں کی گمراہیاں زیادہ خطرناک ہیں۔(38)

خلاصہ: اسلاف کی اس فکر ونظر کو منہاج تحقیق واتفاق واتحاد کا ہنر بنانے کے پیش نظر آج بھی اس بات کی بہت ضرورت واہمیت ہے کہ ہم مسلکی اختلاف کو صرف نظر کرتے ہوئے مل جل کر باہم برداشت ورواداری کا مظاہرہ کریں اور ایک دوسرے کے لئے فکری، مسلکی، نظری اور انسانی احترام کے رویوں کو رواج وفروغ دیں جو کہ ضبط وبرداشت ہے۔ جبکہ تحقیق بھی کسی ایسے مسئلہ میں جو منتشر فیہ ہو متفق فیہ کا تقاضہ کرتی ہے جبکہ جملہ معروف مسالک کے نزدیک کلمہ لہو الحدیث مختلف فیہ ہے اور تاویل وتفصیل اور تقلید سے یا امکانی تشریح سے کسی مسئلہ کو حرام مطلق کا مقام ودرجہ نہیں دیا جا سکتا اس کے لئے نص قطعی اور حدیث تواتر چاہئے جو کہ اس سلسلے میں نہیں ہے گو کہ اس سلسلے میں اگر ہم ان تشریحات کو صحیح مان بھی لیں تو یہ واضح اور قطعی دلیل کا مقام ومرتبہ اور درجہ نہیں پا سکتی ہیں اس کے لئے بالضرور نص قطعی ہی درکار ہیں جو کہ نہیں ہیں اجماع امہ بھی نہیں کہ اس کو حرام مطلق کا درجہ دیا جائے لہذا مقصد اور

نیت کے تحت یہ حلال اور مقصد اور نیت سیئہ کے تحت یہ حرام کا درجہ پا سکتا ہے اور اسکا پتہ سوائے اللہ علام الغیوب کے کسی کو نہیں۔ غیبت کا اختیار نہیں کہ جہل کے راستے سے اسے مطلق حرام کا درجہ دیکر آنکھ چرالی جائے اور چپ سادھ لی جائے لہذا معتدل تشریح یہی ہے کہ حق کے لئے حق اور باطل کے لئے باطل دل کے ساتھ درست اور نفس کے ساتھ غیر درست جائز کے ساتھ جائز ناجائز کے ساتھ ناجائز اسپر بھی اسراف سے بچ کر اعتدال میں رہکر۔ الحق مر۔ یہ تھیں چند معروف مسالک کے نزدیک سماع وغناء معروف کو تفسیرات کے ذریعہ جواز و عدم جواز کہنے والے مفسرین کی تفسیرات و منقولات اور راقم کی طالب علمانہ تجزیات و تحقیقات جس سے یہ تحقیق ثابت ہوا کہ غرض صالح اور ضرورتِ شرعیہ کے لئے سماع و غناء کی قلیل مقدار درست جائز ہے اور غرض لہو ولعب سیئہ کے تحت سماع و غنا غیر درست اور حرام بھی ہو سکتا ہے، اس پر تمام مفسرین متفق ہیں کہ یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ مقالہ ہذا کے تفسیری تحقیق سے منکشف ہوتا ہے کہ مفسرین کے نزدیک سماع کے تین درجے ہیں (ا) حرام، وہ سماع جو حرام اور گناہ کا معاون و محرک بنے چاہے نظم واشعار کے ذریعہ آلات کے بغیر ہو یا آلات کے ساتھ۔ (ب) مباح وہ سماع جو اظہارِ مسرت یا غم کو دور کرنے کے لئے یا حصولِ صحت کے لئے ہو کسی جسمانی ذہنی یا روحانی امراض و علت سے شفاو تسکین و تسلی کا سبب کمک اور اس کا حوصلہ ہو تشکر جرائت و بہادری کا محرک و آلہ ہو، سفر کے تکان سے دوری اور مشقت سے امان کا سامان ہو۔ (ج) مکروہ یا مکروہِ تنزیہہ، وہ سماع جو لاحاصل غرض اور تضیع اوقات ہلڑ بازی شور شرابہ کے لئے ہو اگر اپنے ذات کے لئے ہو تو مکروہ اور عوام کے تکلیف اور بے چینی اور، ذہنی اذیت سبب بنتا ہو تو اس قسم کا سماع غناء مکروہِ تنزیہہ ہوگا لہذا سماع و غناء نہ مطلق حلال ہو انہ مطلق حرام نہ مکروہ نہ مکروہِ تنزیہہ اس لئے صوفیاء کرام کا سماع مباح اور حلال اور عبادت ہوا جو اللہ کی یاد، آخرت کے فکر اور زہد و تقویٰ کے ساتھ فضائل اعمال، مجاہدہ و مکاشفہ اور رقت و توبہ و انابت کے حصول کا ذریعہ اور سبب بنتا ہے، جبکہ فاسقانہ اور فاجرانہ غرض کے تحت مثلاً نشہ، بدکاری یا دیگر سیئات کے تلذذ اور مذموات کا سبب اور اس کا محرک و معاون بننے کے باعث حرام ہو سکتا ہے۔ جبکہ مباح کے طور پر نہ، ہو شور شرابہ غل غپاڑہ کے طور پر ہو عوام الناس کو اسے تکلیف پہنچے ان کے معاملات متاثر ہوں تو ایسا سماع و غنا مکروہ اور مکروہ تنزیہہ ہو سکتا ہے جو عوام کے آرام و راحت و آسودگی اور لحاظ کے خیال سے منزہ ہو، بیماروں، عبادت اور آرام کرنے والوں کے لئے مزاحم ہو۔ جب کہ صوفیاء کرام بالتخصیص اس سے محبت، مؤدت ، رقت، خدمت و صحبتِ صالح کے فیضیابی نفس و شیطاں کے روباہ بازی اور عیاری سے بچنے کا آلہ جانتے ہوئے صدیوں سے اس کے عامل ہیں اس لئے وہ سماع کو اللہ کی رحمت جذب کرنے اور حصول نجات کا ذریعہ سمجھتے ہوئے دعوت الی اللہ کا ذریعہ جانتے ہوئے اس کا اہتمام کرتے ہیں۔ لہذا جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے۔ من جد وجد

حوالہ جات

(1) سورہ لقمان آیت ۶

(2) خزائن العرفان سید نعیم الدین، مراد آبادی، ص:۴۹۳، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۳ء

(3) تبیان القرآن، علامہ غلام رسول سعیدی، ج: نہم، ص: ۲۰،۲۲، فرید بک سٹال لاہور، سن ندارد

(4) غناء و سماع اصفیاء، ابوالحسن زید فاروقی نقشبندی مجددی، ص:۵۳، شیخ الاسلام اکیڈمی پاکستان، ۱۴۱۰ھ

(5) ترمذی امام ابوعیسیٰ محمد بن ترمذی، ج:۲، ص:۴۹۰۔ قرآن محل کراچی، سن ندارد

(6) ضیاء القرآن، پیر کرم شاہ، ج: سوم، ص:۵۹۹،۶۰۰، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، محرم ۱۳۹۹ھ

(7) قوالی کی شرعی حیثیت، علامہ عطا محمد بندیالوی، ص:۳۸، مکتبہ جمال کرم لاہور، اپریل ۲۰۰۳ء

(8) قوالی کی شرعی حیثیت، علامہ عطا محمد بندیالوی، ص:۲۸،۲۷، مکتبہ جمال کرم لاہور، اپریل ۲۰۰۳ء

(9) قوالی کی شرعی حیثیت، علامہ عطا محمد بندیالوی، ص:۳۶، مکتبہ جمال کرم لاہور، اپریل ۲۰۰۳ء

(10) مقالات کاظمی، ج: دوم، ص:۳۱۲،۳۱۱، شرکت حنفیہ لمٹیڈ لاہور، اشاعت اول، ۱۳۹۸ھ

(11) کلیات امدادیہ فیصلہ ہفت مسئلہ حاجی امداد اللہ، ص:۸۳، دارالاشاعت ۱۹۷۶

(12) کشف العناء عن وصف الغناء، مصنف مفتی محمد شفیع، ص:۹۲،۹۳،۹۴، مکتبہ دارالعلوم کراچی، مئی ۲۰۰۴ء

(13) اسلام اور موسیقی، عبدالمعز، ص:۵۷، مکتبہ دارالعلوم کراچی، مئی ۲۰۰۴ء

(14) تفسیر ماجدی انگریزی، عبدالماجد دریا آبادی، ج:۲، ص:۹۷۲، تاج کمپنی لمٹیڈ کراچی

(15) کشف العناء عن وصف الغناء، مفتی محمد شفیع، مترجم عبدالمعز، ص:۱۴۶، مکتبہ دارالعلوم کراچی، ۲۰۰۴ء

(16) کشف العناء عن وصف الغناء، مفتی محمد شفیع، مترجم عبدالمعز، ص:۲۱۳، مکتبہ دارالعلوم کراچی، ۲۰۰۴ء

(17) اسلام اور موسیقی، عبدالمعز، ص:۲۱۲، مکتبہ دارالعلوم کراچی، مئی ۲۰۰۴ء

(18) اسلام اور موسیقی، عبدالمعز، ص:۲۱۶، مکتبہ دارالعلوم کراچی، مئی ۲۰۰۴ء

(19) اسلام اور موسیقی، عبدالمعز، ص:۲۱۳، مکتبہ دارالعلوم کراچی، مئی ۲۰۰۴ء

(20) کشف العناء عن وصف الغناء، مفتی محمد شفیع، مترجم عبدالمعز، ص:۲۳۳،۲۳۴، مکتبہ دارالعلوم کراچی، مئی ۲۰۰۴ء

(21) حق السماع، مولانا اشرف علی تھانوی، ص:۲۶، مکتبہ قاسمیہ، جون ۱۹۷۳ء

(22) فتاویٰ، ڈاکٹر یوسف قرضاوی، زاہد اصغر فلاحی، ص:۳۳۰، دارالنوادر، لاہور ۲۰۰۵ء

(23) موسیقی اور اسلام، علامہ احسان الٰہی ظہیر، ص:۴۰، دارالاحسان، ۲۰۱۴ء

(24) اسلام اور موسیقی، جعفر شاہ پھلواری، ص:۳۰۲، اکادمی ادبیات پاکستان، ۱۹۹۷ء

(25) احسن البیان، مولانا صلاح الدین یوسف، مترجم مولانا محمد جوناگڑھی، ص:۱۱۴۳، شاہ فہد قرآن کریم کمپلکس ۱۴۱۷ھ

(26) کشف المحجوب، داتا گنج بخش، مترجم مولوی فیروز، ص:۴۲۶، فیروز سنز، لاہور، ت،ن

(27) فتاویٰ، ڈاکٹر یوسف قرضاوی، ص ۳۳۰، حوالہ: شیعہ مفسرین کے جواز و عدم جواز کا مطالعہ

(28) مشکوٰۃ شریف، امام ابو عبداللہ محمد بن خطیب العمری، باب الحبّ فی اللہ و من اللہ، ج۲، ص۴۵۵، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، ت،ن۔

(29) اسلام اور موسیقی، جعفر شاہ پھلواری، ص:۳۵۷، ۳۵۶، اکادمی ادبیات، پاکستان، ۱۹۹۷ء

(30) تفسیر نمونہ، مولانا سید صفدر حسین نجفی، ص:۱۴، ۳، مصباح القرآن ٹرسٹ، جنوری ۲۰۱۳ء

(31) انٹرنیٹ + مکالماتی خطاب ڈاکٹر سعید احمد سہروردی، ۱۵ اپریل ۲۰۱۵ء، ڈین ٹیچیر اسلامک لرننگ جامعہ کراچی

(32) سحری ٹرانسمیشن، سماء ٹی وی، وقت: 2:40، ۲۶ جون ۲۰۱۶

(33) سحری ٹرانسمیشن، سماء ٹی وی، وقت: 3:30، ۲۳، جون ۲۰۱۶ء

(34) انٹرویو کراچی پریس کلب، بر موقعہ احتجاج عالمی انہدام بقیع ۸ شوال پیر ۱۴۳۹ھ، بمطابق جولائی، ۲۰۱۷ء

(35) غنیۃ الطالبین، شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلیؒ، مترجم، علامہ صدیق ہزاروی، ص:۲۹۳، ۲۹۲، فرید بکسٹال، ۱۹۸۸ء

(36) موسیقی اور اسلام شہید اسلام احسان الٰہی ظہیر، ص:۲۱، دارالاحسان ۲۰۱۳ء

(37) الکشاف، محمود بن عمر الزمخشری ص:۴۹۷، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، سن ندارد

(38) فتاویٰ، ڈاکٹر یوسف قرضاوی، مترجم زاہد اصغر فلاحی، ج: دوم، ص:۵۵، دارالنوادر لاہور، ۲۰۰۵ء